شئونِ علمیہ

عیسائیت پر امام غزالی کا ایک نادر و نایاب رسالہ

حجۃ الاسلام امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ نے اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم دین" میں حضرت عیسیٰ کے اقوال کثرت سے نقل کئے ہیں۔ اندلس کے مشہور مستشرق (Asin palacious) نے ان تمام اقوال کو ایک جگہ پر جمع کر کے شائع کیا۔ اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ ان میں سے دو قولوں کے سوا کوئی قول حضرت عیسیٰ کا نہیں ہے اور یہ ان کی طرف غلط طور پر منسوب کر دئے گئے ہیں۔ امام غزالی کے ارادتمندوں کے لئے یہ چیز انتہائی رنج والم کا سبب تھی۔ لیکن وہ ابتک یہ ثابت نہیں کر سکے تھے کہ امام غزالی نے یہ اقوال کہاں سے لئے ہیں۔

مقام شکر ہے کہ استنبول کی ترکی کتب خانہ میں اب امام غزالی کا ایک رسالہ دستیاب ہوا ہے جس کا نام "الرد الجمیل لالٰهیات عیسیٰ بصریح الانجیل" ہے۔ یہ رسالہ آٹھ سو برس تک گوشۂ گمنامی میں پڑا رہا۔ اور کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ اس کی اشاعت کا اہتمام کرتا۔ پیرس کی یونیورسٹی "سوربون" سب مسلمانوں کے شکریہ کی مستحق ہے کہ اُس نے اپنی تصنیفات عالیہ کے سلسلہ میں اب امام غزالی کے اس رسالہ کو شائع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ کامل توقع ہے کہ اس کی اشاعت کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اقوال حضرت عیسیٰ کے متعلق امام غزالی کا ماخذ کیا ہے؟ اس اطلاع کا سہرا پروفیسر "ماسینیون" کے سر ہے جس نے سب سے پہلے اسطرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ اور بتایا کہ امام غزالی کا یہ قلمی نسخہ استنبول میں محفوظ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کے وہ تمام اقوال ملتے ہیں جو امام موصوف نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ان اقوال سے متعلق امام عالی مقام کا ماخذ کیا ہے؟ خود اصل انجیل یا اس کا عربی ترجمہ۔ پروفیسر موصوف کا خیال ہے کہ ۴۹۵ھ کے قریب جب امام موصوف بیت المقدس میں گوشہ نشین ہونے کے بعد اسکندریہ میں تشریف لائے تھے تو یہاں انکو انجیل کا عربی ترجمہ ملا ہوگا۔ اور آپ نے اس سے

استفادہ کیا ہوگا۔

مصر کے رسالہ الہلال میں ایک ذی علم خاتون جنہوں نے اپنا نام فقط "بنت الحارث" لکھا ہے۔ امام غزالی کے اس مخطوطہ پر ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اس میں خاتون محترمہ لکھتی ہیں کہ میں نے خود استنبول کے کتب خانہ میں جا کر اس مخطوطہ کا بغور مطالعہ کیا۔ اور یونانی و سریانی زبانوں سے انجیل کے جو تراجم ہوئے ہیں اُن سے امام صاحب کے مخطوطہ کا مقابلہ بھی کیا مجھ کو امام صاحب کے اس نسخہ میں اور مذکورہ بالا تراجم میں کافی فرق نظر آیا۔ اب رہا یہ گمان کہ یہ مخطوطہ انجیل کے اُس نسخہ سے ماخوذ ہے جو قبطی سے عربی میں ترجمہ ہے۔ خاتون فاضلہ کا خیال ہے کہ یہ رائے بھی درست نہیں۔ کیونکہ امام غزالی کی وفات ۱۱۱۱ء میں ہو چکی تھی اور عربی زبان میں انجیل کا سب سے پہلا ترجمہ جو قبطی زبان میں ہو اس کی تاریخ ۱۱۶۵ء یا ۱۱۶۶ء میں ملتی ہے یعنی امام غزالی کی وفات سے ۵۴-۵۵ برس بعد بہرحال یہ معمہ اب بھی ناقابل حل ہے کہ امام صاحب کی ان معلومات کا ماخذ کیا ہے؟ ممکن ہے آپ کو انجیل کا کوئی ایسا مترجم نسخہ ملا ہو جو اب تک دستیاب نہ ہو سکا ہو۔

جرمنی میں شادی کے متعلق دس ہدایتیں

تہذیب جدید میں شادی کا مقصد شہوانی خوش وقتی (Sexual pleasures) سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے خاندان وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ پھر میاں بیوی کے لئے اسلام نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کا بھی قطعاً کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ الہلال مصر نے جولائی کی اشاعت میں رسالہ "ییوا" سے تلخیص کر کے شادی کی دس ہدایتیں نقل کی ہیں جو جرمنی میں نازی حکومت کی "وزارت تبلیغ" کی طرف سے شادی کے خواہشمند نوجوانوں کے نام شائع کی گئی ہیں۔ اُن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا کس طرح تمدن جدید کی ہلاکتوں سے تنگ آ کر پھر فطرت انسانی کی اُسی اصل روشنی پر چلنے کے لئے بیتاب ہو رہی ہے جس کا سب سے پہلا داعی صرف اسلام ہی ہے۔

(۱) تم کو سب سے پہلے یہ خیال کرنا چاہئے کہ تم جرمنی ہو۔ اور جتنے بھی تمہارے کام ہیں سب اپنی قوم اور اپنے ملک کی فلاح و بہبودی کی خاطر ہونے چاہئیں۔ ذاتی منفعت اور حظ نفسانی کو اُس میں دخل مت دو۔ کوشش کرو

کہ تمہاری شادی تمہاری قوم کے لئے ترقی و عروج کا باعث ثابت ہو۔

(۲) اپنے دماغ کو مادی منفعتوں سے بالکل پاک و صاف رکھو۔ شادی کے معاملہ میں ان کا کوئی دخل نہ ہونا چاہیئے۔ تم ہمیشہ اپنے نفس اور اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ سچے رہو۔

(۳) اگر تم کسی مرض متعدی میں گرفتار نہیں ہو تو تم پر واجب ہے کہ شادی کرو۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی اولاد پیدا کرو جو تمہارے نام کی حفاظت کرے۔ تمہاری روحانی وراثت کی صحیح طور پر وارث ہو۔ اور یہ یقین کرنا چاہیئے کہ جو شخص طاقت و استطاعت کے باوجود شادی نہیں کرتا وہ جرمنی قوم کا دشمن ہے اور وہ نیم شعوری طور پر اپنی قوم کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

(۴) شادی کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک محبت مگر نفسانی نہیں جو شباب گزرنے پر مضمحل ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ غیر شہوانی محبت جو انسان کی روح کو ہر وقت بیدار اور تکمیل فرض پر آمادہ رکھتی ہے۔ اور دوسری چیز دل کی تونگری ہے (خَیْرُ الْغِنَا غِنَی النَّفْسِ) جس پر ایک بڑی حد تک خانگی زندگی کی بہبودی اور فلاح کا دارومدار ہے۔ تم کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کہیں جذبات تمہاری عقل کو مغلوب نہ کر لیں۔ اندھی محبت تباہ کن ہوتی ہے۔ جہاں تک ہو سکے بیوی کے انتخاب میں عقل سے کام لو۔

(۵) ہر جرمنی مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے لئے شریک حیات کا انتخاب اپنے ہی قبیلہ و خاندان میں کرے۔ مختلف خاندانوں کا اختلاط عموماً بدبختی کا باعث ہوتا ہے۔ جرمن فوج کے ہر ہر فرد کو یقین کرنا چاہیئے کہ وحدتِ خون کی حِفاظت اس کا سب سے بڑا اور اہم وطنی فریضہ ہے۔

(۶) بیوی کا انتخاب کرنے سے پہلے اُس کے خاندان کی خوب تحقیق کر لو۔ کیونکہ شادی کے ذریعہ درحقیقت تمہارا تعلق ایک ایسی عورت سے ہو رہا ہے کہ جو اپنے عادات و خصائل کا مجموعہ ہوگی۔

(۷) یاد رکھو روحانی فضائل و کمالات بالوں اور آنکھوں کے رنگ کی طرح موروثی ہوتے ہیں جو خاندان کے ایک فرد سے دوسرے افراد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ شریف خون دنیا میں سب سے زیادہ

قیمتی چیز ہے۔

(۸) بیوی کا طبی معائنہ برابر کراتے رہو۔ بغیر صحت وتندرستی کے جمال وتونگری بے حقیقت چیزیں ہیں

(۹) شادی کے معاملہ میں یہ مت دیکھو کہ تم کس کے ساتھ زیادہ لطف اندوز ہو سکتے ہو۔ بلکہ اِس کا دھیان رکھو کہ کونسی عورت زندگی کی دشوار گذار راہوں میں تمہاری رفاقت کی زیادہ سے زیادہ اہلیت وصلاحیت رکھتی ہے۔ اور اِس امر کو فراموش نہ کرو کہ شادی کا مقصد تندرست اولاد پیدا کرنا ہی

(۱۰) شادی کے ذریعہ جہاں تک ہو سکے نسل بڑھانے کی کوشش کرو۔ اُبُوّت یعنی باپ بننے سے تمکو نفرت نہیں بلکہ اُس کی خواہش اور تمنا کرنی چاہئے۔ ہر گھر میں کم از کم چار بچے ہونے چاہئیں۔ تاکہ فروغِ نسل سے قوم کو طاقت وقوت حاصل ہو۔ تمہارا شخصی وجود کوئی چیز نہیں۔ فنا ہو جانے والا ہے۔ ہاں! اگر تمہاری قوم زندہ ہے تو تم بھی زندہ رہو گے۔

معاہدۂ سعد آباد کا تاریخی ارتقاء

معاہدہ سعد آباد جو معاہدۂ مشرق کے نام سے معروف ہے اُسکی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں شاید اس کا علم کم لوگوں کو ہو کہ اِس معاہدہ کی تاریخ ارتقاء کیا ہو۔ ہم ذیل میں مصر کے رسالہ المقتطف سے ایک طویل مقالہ کا بہت ہی مختصر خلاصہ پیش کرتے ہیں جس سے اِس معاہدہ کی اجمالی تاریخ کا علم ہوگا۔

جنگِ عظیم کے بعد صورت حال ایسی رونما ہوئی کہ دنیائے اسلام کی چاروں حکومتوں (ایران۔ افغانستان ترکی اور عراق) میں وہ رشتۂ ارتباط قائم نہیں رہ سکا جو اسلامی حکومت ہونے کے اعتبار سے اُن میں قائم ہونا چاہئے تھا۔ مسرت کا مقام ہے کہ اب اُن میں پھر اتحاد ویکجہتی کا تعلق قائم ہو رہا ہے۔

جنگِ عظیم کے بعد ایران اور ترکی میں سب سے پہلا دوستانہ معاہدہ سنہ ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۲۷ء میں ان دونوں حکومتوں نے آپس میں ایک اقتصادی عہدنامہ کیا۔ پھر جب سنہ ۱۹۲۹ء میں دونو سلطنتوں نے اپنی اپنی حدود مملکت کو متعین کر لیا تو یہ علاقۂ ارتباط اور بھی مستحکم اور مضبوط ہو گیا۔ اور دونوں میں دوستانہ

نامہ وپیام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ جون ۱۹۳۴ء میں شاہ رضا پہلوی والی سلطنت ایران نے انگورہ و استنبول کی سیاحت کی۔ اسی سلسلہ میں ماہ ستمبر میں مجلس اقوام میں جو نشست خالی ہوئی تھی ایران ترکی کی خاطر اُس کی امیدواری سے دست بردار ہوگیا۔ پھر ستمبر ۱۹۳۴ء میں ترکی نے بھی احسان کا بدلہ احسان سے دیا۔ یعنی ایران کی خاطر مجلس الاقوام کی ممبری سے دستکش ہوگیا

افغانستان اور ایران دونوں جگہ ایک ہی زبان فارسی بولی جاتی ہے۔ اور افغانستان ایرانی شہنشاہیت کا جزو رہا ہے۔ البتہ تعین حدود کے مسئلہ نے ۱۹۲۱ء میں ان میں ایک بے چینی پیدا کر دی تھی۔ لیکن حکومت ترکیہ کے دخل سے ایک کمیٹی کے ذریعہ جون ۱۹۳۴ء میں یہ مسئلہ طے ہوگیا۔ اور اُس کے بعد ۱۹۳۷ء کے معاہدہ سعد آباد (طہران) پر دونوں نے دستخط کر کے اپنے تعلقات دوستی کو مضبوط کرلیا۔

اب رہا ایران وعراق کا معاملہ! تو ان دونوں میں پہلے پہل بڑا اختلاف تھا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ عراق کی حکومت جدید نے عراق میں آباد ہونے والے ایرانیوں کو شہری حقوق دینے سے انکار کردیا تھا۔ اور اس بنا پر ایران بھی عراق کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا تھا۔ پھر جب ۱۹۳۱ء کے ماہ اپریل میں شاہ فیصل نے طہران کی زیارت کی تو یہ شہری حقوق کا معاملہ بھی طے ہوگیا۔ اور اُدھر حکومت ایران نے عراق کی حکومت کو بھی تسلیم کرلیا۔ درمیان میں تعین حدود کے مسئلہ نے پھر ایک اضطراب پیدا کردیا تھا۔ ایران اس معاہدہ کو قبول کرنے سے انکار کرتا تھا جو ۱۹۲۳ء میں ترکی اور ایران کی حدود کو متعین کرنے کے سلسلہ میں ہوا تھا لیکن عراق کا اصرار تھا کہ اُسکو ہی باقی رکھا جائے ۱۹۳۳ء میں عراق کے وزیر خارجہ نے جمعیت الاقوام سے اس قضیہ کو ختم کرنے کے لئے مداخلت کی درخواست کی چنانچہ اس مقصد کے لئے جمعیت نے اطالوی نمائندہ کو بھیجا اور شکر کا مقام ہے کہ ۱۹۳۵ء میں ایران وعراق دونوں ایک عہد نامہ پر متفق ہوگئے۔ پھر جولائی ۱۹۳۷ء میں اس علاقہ اتحاد کو مزید سیاسی۔ اقتصادی اور فضائی معاہدوں کے ذریعہ اور مستحکم کردیا اس کے بعد سعد آباد (طہران) میں جو معاہدۂ مشرق ہوا تھا۔ اُسمیں ان دونوں حکومتوں نے بڑی خوشدلی کیساتھ حصہ لیا۔ (س)